جنت البقیع کا مہمان علامہ احسانؒ

اور

عبدالرحمٰن اشرفی بقلم خود "علامہ" اصغر علی کوثر وڑائچ

عطاء الرحمٰن ایم۔اے
شیخوپوری

30 دسمبر کے نوائے وقت میں علامہ اصغر علی وڑائچ کا ایک کالم نظروں سے گزرا۔ کالم نگار علامہ بھی ہیں۔ چوہدری بھی اور کالم نگار بھی، شکل و صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماشاءاللہ کرائے کے آدمی ہیں اور کسی نے اپنی حرمان نصیبی کا رونا رونے کیلئے ان کا قلم استعمال کیا ہے، انہیں اتنا بھی احساس نہیں کہ کسی فوت شدہ کے متعلق اس کے چلے جانے کے بعد ایسی غیر حقیقی قلمکاری نہیں کرنی چاہئے۔ ہر آدمی کو اپنے ممدوح کے متعلق اپنا نقطۂ نظر لکھنے کا حق حاصل ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ شیش محل میں بیٹھ کر کسی پر سنگ باری کی جائے اور پھر اپنی عافیت کی توقع رکھی جائے۔

اگر سعودی حکومت کسی کو مدینہ منورہ میں یا سعودیہ میں دفن ہونے کی اجازت نہیں دیتی تو اس میں علامہ احسانؒ کا کیا قصور؟ علامہ کوثر وڑائچ نے مولانا اشرفی کی جو تصویر کشی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اشرفی رشتے ناطے کروانے کے ماہر ہیں۔ اور ان کے ترکش میں ایسے ایسے الفاظ موجود ہیں کہ وہ کسی کو بھی قائل اور گھائل کر سکتے ہیں۔ اور بقول ان کے اپنے ذخیرہ الفاظ و معانی کے ترکش سے ایسے ایسے تیر پھینکے کہ وہ آہو گھائل ہو گیا۔

ہاں اشرفی صاحب ان کاموں میں بڑے ماہر ہیں، بقول مولانا عبدالقادر آزاد کے ایک دفعہ مولانا اشرفی کو حلالہ کرنے کیلئے ایک لڑکی بھیجی، تو مولانا نے فون کیا کہ ایسے کیس بھیج دیا کرو، حلالہ سے بہت مزہ آیا ہے، جس آدمی کو لعنتی کام میں مزہ آئے اور وہ فون پر بے باکانہ کہیں کہ حلالہ کرنے کیلئے بندہ ہمہ وقت حاضر ہے وہ دوسروں کو ایسا ہی سمجھیں گے۔ مجھے ان کا کالم پڑھ کر اس لئے دکھ ہوا ہے کہ میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کے جلوت و خلوت سے بخوبی واقف ہوں۔ عبدالرحمٰن اشرفی تو بغداد کی لڑکی کی باتیں کرتے ہیں، اور اس لڑکی کے خدوخال اس انداز سے بیان کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بڑے عاشق مزاج ہیں، چنانچہ دوکان کی مالکہ کوئی نہایت ہی خوبصورت عورت ہوگی جس کی آنکھیں موٹی موٹی اور اتنی دلکش تھیں کہ اسے آہو چشم سے بھی پرکشش تصور کرنا پڑتا تھا۔ یہ تو بغداد کی لڑکی تھی، راقم حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 13 دن مصر میں رہا، جہاں حُسن، بغداد سے کہیں زیادہ ہے ہم مصر کیوں گئے، آپ بھی سن لیجئے: جامعہ ازہر کے ایک بڑے آدمی دکتور عبدالواحد وافی نے علامہ مرحوم کی کتاب الشیعۃ والسنۃ کا جواب لکھا۔ علامہ صاحب نے مجھے کہا کہ قاہرہ میں بیٹھ کر اس کی کتاب کا جواب دینا ہے اور پھر خود کتاب اس کے ہاتھ میں تھما کر اسے چیلنج کرنا ہے کہ اگر جرأت ہے تو میری اس کتاب کا جواب لکھو۔ چنانچہ 13 دن مسلسل ہم قاہرہ میں رہے، بین الشیعہ واہل السنۃ کتاب چھپی۔ خود حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گھر جا کر کتاب اس کے ہاتھ میں تھمائی اور اسے چیلنج کیا کہ اگر جرات ہے تو میری اس کتاب کا جواب لکھو۔ لیکن کون ہے جو قلم اٹھانے کی جرأت کر سکے۔ ان دنوں علامہ صاحب کے ساتھ مصر کے بازاروں میں گھومنے کا موقع بھی ملا۔ قاہرہ گھومتے ہوئے علامہ مرحوم نے مصر کے حسن کی طرف ایک آنکھ بھی نہ دیکھا۔ 13 دن کبھی ٹی وی کا بٹن آن نہ کیا۔ البتہ مصریوں کو علامہ مرحوم کی گفتگو کے مقابلہ میں بے زبانوں کی طرح پایا۔ بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب بھی کئے اور ان کے خطاب سے متاثر ایک صدام نہیں ہزاروں صدام اشکبار دیکھے۔ کوثر صاحب نے اپنے ممدوحین کے کسی خطاب کا تذکرہ نہیں کیا کہ ان کے خطاب سے صدام کیا اس کا کوئی منشی کلرک ہی متاثر ہوا ہو۔ علامہ کوثر وڑائچ کو شاید یہ علم نہ ہو کہ مدینہ یونیورسٹی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کیلئے ایک آدمی کی درخواست پر استاذ احسان الٰہی ظہیر کا سبجیکٹ پاس کیا ہے۔ اور دو سال پہلے میں عمرہ کی سعادت کیلئے گیا ہوا تھا۔ مجھے ایک آدمی اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گیا، ایک کمرہ کتابوں سے بھرا پڑا تھا۔ طائف کا رہنے والا یہ نوجوان علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ پر پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہا تھا۔ اور مجھ سے اس بارے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے وہاں یونیورسٹی کے سابقہ ریکارڈ دیکھے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی، کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اور ان سالوں میں اتنے نمبر کسی نے حاصل نہ کئے۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

آپ ہی کی کتاب القادیانیہ سے متاثر ہو کر کئی افریقی ممالک میں انقلاب آیا اور ہزاروں لوگ ختم نبوت پر ایمان لا کر صحیح مسلمان ہوئے۔ اپ کی یہ کتاب مدینہ یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے۔ "علامہ" کوثر صاحب۔۔۔۔۔ علامہ بننے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی بڑے آدمی کے خلاف لکھنا شروع کر دو۔ آدمی کو اپنی بساط دیکھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔